غیر شادی شدہ لڑکی کا نکاح (کنواری)، ولی کی اجازت کے بغیر پاکستانی اور اسلامی قانون کی روشنی میں (تحقیقی و تجزیاتی مطالعہ)

Marriage of an unmarried girl (A virgin); without the permission of the guardian; in the light of Pakistani and Islamic law (Evolution and analytical study)

DOI: 10.5281/zenodo.7688365

**Mufti Dilawar Khan*

***Hafiz Sajjad Haider Haidery*

Abstract

Marriage is a process that is an individual action and collective action at the same time. Before getting tied in this beautiful relationships both parties must absolutely be agreed and willing to spend their lives with each other. This aspect is of critical importance that this relationship starts with a strong footing so that it can stand up to tests of life. That is why the significance and importance of Females' Guardian is understandable. This article will also shed some light on the rights of Women and how much freedom she can exert in choosing her life partner. Islam dictates that whatever rights a person has he can exercise them in whatever way he desires without any fear of persecution and objection. Especially with regards to marriage, a person is free to marry whoever he/she wants when it comes to free will. Does a Woman have right to say no to a marriage proposal? This is the topic of my discussion in this article based on Quran & *Hadees*. This article has also included quotations from famous Jurists, Reports from Council of Islamic Ideology regarding this topic. At the end there is written analysis on all of materials referred in this article.

Keywords: Marriage of a virgin girl, the opinion of the jurists, both girl and parent caring to each other

....

Lecturer: The University of Lahore, Sargodha Campus

Mail ID: dilawar.khan@ais.uol.edu.pk

*** Lecturer Islamic Studies ,University of Lahore , Sargodha Campus*

تعارف:

باکرۃ کنواری لڑکی کو کہتے ہیں جو پاکدامن ہو جس کا پردہ بکارت سالم ہو، اور ثیبہ (طلاق شدہ یا بیوہ) جس کا پردہ بکارت زائل ہو چکا ہو، اگر کوئی ایسی لڑکی ہے کہ جس کا پردہ بکارت زنا کی وجہ سے زائل ہو جائے، امام ابو حنیفہؒ کے ہاں یہ لڑکی بھی باکرۃ کے حکم میں اور صاحبین اور امام شافعی کے ہاں ثیبہ کے حکم میں ہو گی، ان حضرات کے ہاں اس کے سکوت پر اکتفاء نہیں کیا جائے گا بلکہ اس کا زبان سے اظہار ضروری ہے۔ امام صاحبؒ فرماتے ہیں کہ لوگ اس کو کنواری ہی سمجھتے ہیں اگر زبان سے اظہار لازمی سمجھا جائے تو لوگ اس کو معیوب سمجھیں گے۔ ہاں اگر کنواری سے وطی شبہ کی بنیاد پر یا نکاح فاسد کی صورت میں کی گئی تو بالاتفاق وہ ثیبہ کے حکم میں ہو گی، اس لیے کہ شریعت نے اس پر احکام جاری کر کے اس کو ظاہر کر دیا، مثلاً عدت، مہر اور نسب وغیرہ، اور رہا زنا کا معاملہ اس پر پردہ ڈالنا بہتر اور افضل ہے کیونکہ شریعت نے اس کو چھپانے کا حکم دیا ہے، ہاں اگر زنا کا معاملہ پوشیدہ نہ رہا اور معاشرے میں اس کا چرچا ہو گیا، تو یہ عورت بھی ثیبہ کے حکم میں ہو گی۔[1]

دوسری بات سمجھنے کی ہے کہ ولایت کا حق کس کو ہے، احناف کے ہاں ولایت کا حق باپ، دادا اور ان کے بعد باقی ولاء کو حاصل ہے، امام شافعی کے ہاں حق ولایت باپ اور دادا حاصل ہے۔ ولایت کا حق کس پر ہو گا احناف کا مذہب یہ ہے ولایت کا حق صغیرہ پر چاہے تو وہ صغیرہ باکرۃ ہو یا ثیبہ اور شوافع کے ہاں ولایت باکرۃ پر ہو گی صغیرہ ہو یا بالغہ، حاصل کلام یہ ہوا کہ احناف کے نزدیک سبب ولایت صغر ہے اور شوافع کے ہاں سبب ولایت بکر ہے۔

س کی چار صورتیں ممکن ہیں دو متفق علیہ اور دو مختلف فیہ ہیں، متفق علیہ کی صورت کنواری صغیرہ پر احناف اور شوافع دونوں کے ہاں حق ولایت حاصل ہو گا، ثیبہ بالغہ اس میں دونوں کے ہاں حق ولایت حاصل نہیں ہو گا، مختلف فیہ کی ایک صورت کنواری بالغہ میں شوافع کے ہاں ولایت کا حق حاصل ہو گا احناف کے نزدیک نہیں ہو گا، اور ثیبہ صغیرہ میں احناف کے ہاں ولایت کا حق حاصل ہو گا، شوافع کے نزدیک نہیں ہو گا۔[2]

باپ اور دادا نے نابالغ لڑکے یا نابالغ لڑکی کا نکاح کیا تو ان دونوں کو بالغ ہونے کے بعد فسخ نکاح کا اختیار نہیں ہو گا۔ اور اگر باپ اور دادا کے علاوہ کسی اور نے نکاح کروایا تو ان دونوں کو بالغ ہونے کے بعد خیار ہو گا چاہیں تو وہ نکاح کو باقی رکھیں اور چاہیں تو فسخ کر دیں، اسی طرح نکاح ماں یا قاضی اور جج کر دیں تو صغیر اور صغیرہ کو خیار ہو گا۔[3]

فقہ مالکی، شافعی اور حنبلی فقہ میں کنواری لڑکی کا نکاح اور ان کے دلائل

فقہ مالکی میں چھوٹی بچی پر تو نکاح کے معاملہ میں جبر کرنا صحیح ہے لیکن جب وہ بالغ ہو جائے تو اس پر جبر کرنا درست

نہیں اور یہی بات 'التوضیح' میں ہے ابن قاسم کا بھی یہی مذہب ہے امام لخمی نے اس قول کی تحسین کی ہے اور اسی قول کو درست کہا ہے، اس کے مقابل امام سخنون کا قول یہ ہے کہ کنواری لڑکی کو نکاح پر مجبور کیا جاسکتا ہے۔ لیکن مالکیہ کا مشہور مذہب یہ ہے کہ جو لڑکی سمجھدار ہو چکی ہو یا بالغ ہونے کے بعد کافی عرصہ گھر میں گزار چکی ہو تو اس کا نکاح اس کی رضامندی سے ضروری ہے، ابن عبد البر کا مذہب یہ ہے کہ کنواری لڑکی پر جبر کرنا جائز ہے۔[4]

1) فقہ شافعی میں کنواری خود اپنا نکاح ولی کی اجازت کے بغیر نہیں کر سکتی، قرآن سے دلیل :

"وَإِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ فَبَلَغْنَ أَجَلَهُنَّ فَلَا تَعْضُلُوهُنَّ أَنْ يَنْكِحْنَ أَزْوَاجَهُنَّ إِذَا تَرَاضَوْا بَيْنَهُمْ بِالْمَعْرُوفِ"[5]

اور جب تم نے عورتوں کو طلاق دے دی ہو اور وہ اپنی عدت کو پہنچ جائیں، تو (اے میکے والو) انہیں اس بات سے نہ روکو کہ وہ اپنے (پہلے) شوہروں سے (دوبارہ) نکاح کریں، بشرطیکہ وہ بھلائی کے ساتھ ایک دوسرے سے راضی ہو گئے ہوں۔ امام قرطبی فرماتے ہیں کہ آیت میں اس بات کی دلیل اور جواز موجود ہے کہ ولی کے بغیر نکاح درست نہیں، معقل کی بہن ثیبہ تھی اگر خود اس کے لیے نکاح کرنے کا جواز موجود ہوتا تو رب تعالی ولی کو منع نہ کرتے اس کے ولی معقل کی ضرورت اور احتیاجی نہ ہوتی، آیت میں خطاب اولیاء کو ہے کہ نکاح کا معاملہ اولیاء کے سپرد ہے اور وہی نکاح کر سکتے ہیں۔[6]

اللہ نے ان کو روکا ہے کہ جہاں ان کے نکاح کا ارادہ ہو ان کو مت روکو 'عضل' کا لغوی معنی منع اور روکنا ہے اور یہ روکنا حسی اور شرعی دونوں کو شامل ہے یہ آیت معقل بن یسار کے بارے میں نازل ہوئی جس وقت انہوں نے اپنی بہن کو نکاح کرنے سے روکا تھا تو آپ ﷺ نے اس آیت کے نزول کے بعد اس کو بلایا پھر انہوں نے اپنی بہن کی شادی کرادی اگر معقل کے لیے کوئی ولایت نہ ہوتی تو ان کو منع بھی نہ کیا جاتا، سو اس کا حکم انہی پر موقوف تھا اس لیے ان کو عتاب کیا گیا۔[7]

جیسا کہ ایک حدیث میں آتا ہے:

"لا تزوج المرأة المرأة، ولا تزوج المرأة نفسها، فإن الزانية هي التى تزوج نفسها"

کوئی عورت نہ کسی عورت کی شادی کرائے اور نہ اپنی شادی کرے، وہ عورت زانیہ شمار ہوگی جو اپنا نکاح خود کرتی ہے۔ ابن کثیر فرماتے ہیں کہ یہ حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ پر موقوف ہے، ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں کہ اس کے رجال ثقہ ہیں۔ ایک اور حدیث حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے

" أَيُّمَا امْرَأَةٍ نَكَحَتْ بِغَيْرِ إِذْنِ مَوَالِيهَا فَنِكَاحُهَا بَاطِلٌ ثَلاَثَ مَرَّاتٍ فَإِنْ دَخَلَ بِهَا فَالْمَهْرُ لَهَا بِمَا أَصَابَ مِنْهَا فَإِنْ تَشَاجَرُوا فَالسُّلْطَانُ وَلِيُّ مَنْ لاَ وَلِيَّ لَهُ "

کہ جناب رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو عورت ولی کی اجازت کے بغیر نکاح کرے، اس کا نکاح باطل ہے تین مرتبہ یہ الفاظ ارشاد فرمائے، اگر شوہر نے اس سے صحبت کی تو اس کو اس فائدے کے عوض مہر دینا پڑے گا، اگر ولی کے متعلق لوگوں کا جھگڑا ہو جائے تو جس کا ولی موجود نہ ہو اس کا ولی بادشاہ ہے۔[8]

اسی طرح امام بیہقی نے یہی حدیث موقوف طریقہ سے روایت کی ہے اور دوسری سند سے مرفوع روایت کی ہے، اس کو امام احمد، ابو داؤد، ابن ماجہ اور امام ترمذی نے بھی روایت کی ہے اور اس کو حسن کہا ہے۔ ابو عوانہ ، ابن حبان اور حاکم نے اس سند سے روایت کی ہے 'عن سلیمان بن موسی عن الزھری عن عروہ عن عائشہ' اس سند سے اس پر جرح کی گئی ہے فرماتے ہیں کہ ابن جریج کہتے ہیں کہ میں نے امام زھری سے ملاقات کی اور اس حدیث کے بارے میں سوال کیا تو انہوں نے اس حدیث کا انکار کیا۔ ابو القاسم بن مندہ نے ان راویوں کی گنتی کی ہے کہ جنہوں نے ابن جریج سے یہ روایت نقل کی ہے ان کی تعداد انہوں نے بیس بتائی ہے۔ امام نووی فرماتے ہیں کہ اس حدیث کی تائید ابو موسی اشعری رضی اللہ عنہ کی حدیث سے ہوتی ہے

"قال رسول الله صلى الله عليه و سلم لا نكاح إلا بولي"

جناب رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ولی کے بغیر نکاح نہیں ہوتا، امام ترمذیؒ "لَانِکَاحَ اِلاَّبِوَلِیّ" کی حدیث پر سند کے لحاظ سے کلام کرتے ہوئے کہا ہے کہ علماء کا اس حدیث کے صحیح ہونے میں اختلاف ہے۔ اور دوسری حدیث کہ جس میں ہے کہ جو عورت ولی کی اجازت کے بغیر نکاح کرے باطل ہے اس کو انہوں نے حسن کا درجہ دیا ہے۔قال رسول الله صلى الله عليه و سلم لا نكاح إلا بولي-[9]

اسی طرح کا مضمون ابن ماجہ میں حدیث نمبر 1880 میں آیا ہے حضرت ابو موسی اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کی جناب رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ نکاح ولی کے بغیر درست نہیں۔[10]

مسند احمد بن حنبلؒ میں "لَانِکَاحَ اِلاَّبِوَلِیّ" کے بارے میں کہا گیا ہے کہ اس کی سند ضعیف ہے اور یہ حسن لغیرہ کا درجہ رکھتی ہے۔[11]

یہی حدیث ابو موسی اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اس کے بارے کہا گیا ہے کہ یہ صحیح ہے اور اس کا اسناد ابو اسحاق پر مختلف فیہ ہے، آیا وصل ہے یا ارسال، لیکن صحیح یہ ہے کہ متصل ہے۔[12]

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے یہی روایت مسند احمد بن حنبل میں ہے اس کو حدیث صحیح کا درجہ دیا گیا ہے اور اس کا اسناد حجاج بن ارطاۃ کی وجہ سے ضعیف ہے۔[13]

امام نووی فرماتے ہیں کہ اس حدیث میں نفس شئ کی نفی ہے کمال شئ کی نفی مراد نہیں ہے لہذا اقرب اور انسب یہ ہو گا کہ ولی کے بغیر نکاح باطل ہے جیسے کہ اس کی تصریح حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے (ابھی گزر چکی ہے) جس میں ہے کہ جو عورت ولی کی اجازت کے بغیر نکاح کرے اس کا نکاح باطل ہے تین مرتبہ آپ ﷺ نے یہ الفاظ ارشاد فرمائے اگر (ایسے نکاح کے بعد) مرد نے صحبت کرلی تو شرمگاہ کو حلال سمجھنے کے بدلہ میں عورت کے لیے مہر ہو گا اگر ولی کے متعلق لوگوں کا جھگڑا ہو جائے تو جس کا ولی نہ ہو سلطان اس کا ولی ہوتا ہے۔ پہلی حدیث کو نفی کمال پر محمول کرنا صحیح نہیں کیونکہ شارع کا کلام حقائق شرعیہ پر محمول ہوتا ہے یعنی ولی کے بغیر شرعی نکاح نہیں ہوتا۔ یہی مذہب حضرت عمر، علی، ابن عمر، ابن مسعود، ابوہریرہ، عائشہ، حسن بصری، ابن مسیب، ابن شبرمہ، ابن ابی لیلی، امام احمد، اسحاق، شافعی اور علماء کا ہے، اور فرماتے ہیں کہ عقد ولی کے بغیر درست نہیں۔[14]

ابن عیینہ نے عمر بن دینار اور انہوں نے عبد الرحمن بن معبد بن عمیر سے روایت نقل کی ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے اس عورت کے نکاح کو رد کر دیا کہ جس نے ولی کی اجازت کے بغیر نکاح کیا ہوا تھا۔[15]

فقہ شافعی اور مالکی میں ولی کی حیثیت عقد نکاح کے ارکان میں سے ایک رکن ہے اور کسی شئ کا رکن ہونا اس بات کی دلیل ہے کہ اس شئ کا وجود رکن کے بغیر نہیں پایا جا سکتا، لہذا ان کے ہاں عورت کی عبارت کا کوئی اعتبار نہیں نہ وہ خود اپنا نکاح کر سکتی ہے اور نہ بطور وکیل یا ولی کسی دوسری عورت کا نکاح کروا سکتی ہے، اور شافعیہ مزید فرماتے ہیں کہ اگر ولی موجود نہ ہو تو ولایت حاکم ایسے شخص کو سپرد کرے گا جو مجتھد ہو تاکہ وہ اس کی شادی کروا سکے اس لیے کہ وہ محکم ہے اور محکم مثل حاکم کی طرح ہوتا ہے۔[16]

فقہ حنبلی میں

حنبلی فقہ میں کنواری بالغہ کا نکاح کے بارے میں دو روایات مروی ہیں ایک روایت ہے کہ کنواری بالغہ لڑکی کو نکاح پر مجبور کیا جا سکتا ہے اور یہی مذہب امام مالک، ابن ابی لیلی، شافعی اور امام اسحاق کا ہے، اور دوسری روایت ان کی یہ ہے کہ کنواری لڑکی پر جبر کرنا درست نہیں، اسی کو ابو بکر نے پسند کیا ہے، امام اوزاعی، ثوری، ابو عبید، ابو ثور اور اصحاب رائے کا مذہب ہے ابن منذر نے روایت نقل کی ہے۔

" أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ –صلى الله عليه وسلم– قَالَ لاَ تُنْكَحُ الأَيِّمُ حَتَّى تُسْتَأْمَرَ وَلاَ تُنْكَحُ الْبِكْرُ حَتَّى تُسْتَأْذَنَ قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ وَكَيْفَ إِذْنُهَا قَالَ أَنْ تَسْكُتَ "

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیوہ کا نکاح نہ ہو جب تک اس سے اجازت نہ لی جائے اور کنواری کا نکاح نہ ہو جب تک اس سے اذن نہ لیا جائے، لوگوں نے عرض کی کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کنواری سے اجازت کیسے لی جائے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اذن اس کا یہ ہے کہ وہ چپ رہے۔[17]

اسی طرح کی ایک روایت ابو داؤد اور ابن ماجہ نے نقل کی ہے

"وروى أبو داود وابن ماجة عن ابن عباس أن جارية بكرا أتت النبي صلى الله عليه وسلم فذكرت أن أباها زوجها وهي كارهة فخيرها النبي صلى الله عليه وسلم"

ایک کنواری لڑکی جناب رسول ﷺ کے پاس آئی اور ان سے یہ ذکر کیا کہ ان کے باپ نے ان کا نکاح زبردستی کر دیا ہے تو آپ ﷺ نے ان کو اختیار دے دیا۔ اسکی وجہ یہ ہے کہ جب اس کا اپنے مال نے تصرف کرنا جائز ہے تو پھر کیوں جائز نہیں کہ مال سے قیمتی چیز یعنی اپنی ذات میں وہ تصرف کر سکے جیسا کی ثیبہ عورت خود اپنا نکاح کر سکتی ہے۔ پہلے حضرات کی دلیل یہ ہے کہ ابن عباس کی حدیث کی تشریح یہ ہے کہ عورتوں کی دو قسمیں ہیں، ان میں سے ایک کے حق کا ثبوت اس بات کی دلیل ہے کہ دوسرا اس میں زیادہ حقدار ہے لہذا کنواری لڑکی سے اس کا ولی اس کے نکاح کے معاملہ زیادہ کا حقدار ہے، اور حدیث میں استئمار یا استئذان یہ مستحب پر محمول ہیں۔ اور ابو داؤد کی روایت میں کہ جس میں جناب رسول ﷺ لڑکی کو اختیار دیا تھا وہ حدیث مرسل ہے اور اس حدیث میں اس بات کا احتمال موجود ہے کہ آپ ﷺ نے اختیار اس لیے دیا تھا کیونکہ اس کے ولی نے اس کا نکاح اپنے بھائی کے بیٹے سے کیا تھا تاکہ اپنے سے عار اور ذلت کو رفع کر سکے۔ امام احمد بن حنبل سے یہ روایت نقل کی گئی ہے کہ جو لڑکی نو سال کی عمر کی ہو جائے اس کی شادی اس کی اجازت کے بغیر درست نہیں، اسی طرح ثیبہ کبیرہ کے بارے میں ہے کہ باپ اور غیر کے لیے اس کا نکاح کرنا اس کی اجازت کے بغیر درست نہیں اور یہی مذہب اہل علم کا ہے، اور ثیبہ صغیرہ کے بارے میں ان کے دو قول ہیں اس کی شادی اس کی اجازت کے بغیر درست نہیں یہی قول امام خرقی، ابن حامد، ابن بطہ اور امام شافعی کا ہے، اس لیے کہ اجبار کا حکم باکرہ اور ثیبہ ہونے کے اعتبار سے مختلف ہو جاتا ہے، اور دوسری روایت یہ ہے کہ اس کی زبردستی شادی کرنا درست ہے یہی قول امام مالک اور امام ابو حنیفہ کا ہے۔[18]

جو کنواری لڑکی نو سال سے کم ہو اس کی شادی اس کی ا اجازت اور رضامندی کے بغیر جائز ہے اس میں کسی کا کوئی اختلاف نہیں اور ابن منذر نے اسی پر اجماع نقل کیا ہے، وہ کنواری لڑکی جو نو سال کی ہو چکی ہو اور ابھی تک بالغ نہ ہوئی ہو اس کی شادی اس کی اجازت کے بغیر صحیح قول کے مطابق جائز ہے اور یہی جمہور حضرات کا مذہب ہے

،امام خرقی نے کہاہے کہ یہی بات 'المغنی' اور 'الشرح' میں کہی گئی ہے اور کہاہے کہ دونوں مصنف فرماتے ہیں کہ مشہور مذہب یہی ہے۔ یہ روایت بھی نقل کی گئی ہے کہ نو سال کی لڑکی کا نکاح اس کی اجازت کے بغیر درست نہیں۔ صحیح یہ مذہب ہے کہ اس پر جبر کرنا درست ہے جمہور اصحاب ان میں خرقی، قاضی اور ان کے بیٹے ابو الحسین اور ابو الخطاب کا اپنی خلافت میں یہی مذہب تھا، اس قول کی تصحیح کی گئی ہے 'الخلاصہ '، 'عمدۃ' اور 'الوجیز' میں یہی قول اختیار کیا گیاہے اور 'الافصاح' میں کہا گیاہے کہ دونوں روایتوں میں سے اظہر یہی ہے۔ یہ روایت بھی منقول ہے کہ کنواری لڑکی پر جبر کرنا درست نہیں ابو بکر اور شیخ تقی الدین کا یہی مذہب ہے اور 'الفائق' میں کہا گیاہے کہ اصح مذہب یہی ہے اور امام زرکشی فرماتے ہیں کہ اظہر قول یہی ہے۔[19]

عقلی دلیل ان حضرات کہ یہ ہے کہ عورت غیر سنجیدہ اور اس پر اطمینان نہیں کیا جاسکتا کہ شادی جیسے معاملہ کو اس کی طرف سپرد کردیا جائے حالانکہ اس کی عقل بھی ناقص ہے اور وہ دھوکہ بھی جلدی کھاجاتی ہے لہذا وہ نہ نکاح کرسکتی ہے اور نہ کسی کی طرف سے بطور وکیل یا ولی کسی کا نکاح کرواسکتی ہے۔[20]

فقہاء حنفیہ کی رائے

آزاد عاقل بالغ عورت اگر کہیں خود اپنا نکاح کرتی ہے تو اس کا نکاح درست ہے، ظاہر الروایہ کی روایت کے مطابق شیخین کے نزدیک حرۃ عاقلہ بالغہ باکرۃ (کنواری) ہو یا ثیبہ (طلاق شدہ) اگر یہ خود اپنا نکاح ولی کی رضامندی بغیر کے کہیں کرتی ہے تو اس کا نکاح درست اور جائز ہے

اس کے نکاح کے صحیح ہونے کے لیے شرط یہ ہے کہ جہاں اس نے نکاح کیا ہے وہ کفو میں ہو اور مہر مثلی سے کم نہ ہو، اگر اس نے شادی غیر کفو میں کی تو ولی کو حق اعتراض حاصل ہو گا اور قاضی نکاح کو فسخ کردے گا، لیکن اگر لڑکی نے اپنا نکاح غیر کفو میں کیا اور اتنا عرصہ گزر گیا کہ لڑکی کو حمل ہو گیا یا بچہ پیدا ہو گیا تو پھر ولی کو حق اعتراض حاصل نہیں ہو گا ،اب وہ ان میں تفریق کا مطالبہ نہیں کرسکتا کیونکہ اب بچے کی نگہداشت اور اسکی تربیت لازمی ہے اور یہ تب ممکن ہے کہ جب ان کے نکاح کو باقی رکھا جائے۔

اور فتوی اس بات پر ہے کہ اگر عورت نے غیر کفو میں نکاح کیا تو نکاح فاسد اور باطل ہو گا اگرچہ اس کا ولی نکاح پر راضی بھی ہو۔

اور جمہور حضرات کی رائے یہ ہے کہ نکاح ولی کے بغیر درست نہیں کیونکہ عورت اپنی شادی کرنے یا کسی اور کے کرانے کی اہل نہیں، جمہور حضرات کے ہاں یہ عقد اگرچہ عاقلہ بالغہ رشیدہ نے کیوں نہ کیا ہو۔[21]

کنواری بالغہ کو اس کی رضامندی کے بغیر ولی نکاح پر مجبور نہیں کر سکتا، چنانچہ اگر ولی نے اس کی رضامندی کے بغیر اس کا نکاح کر دیا، تو اس کی اجازت پر موقوف ہو گا چاہے تو وہ نکاح کو باقی رکھے یا اس کو فسخ کر دے۔

امام شافعی کے ہاں کنواری بالغہ کو نکاح پر مجبور کیا جا سکتا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ جس طرح صغیرہ پر ولی جبر کر سکتا ہے اسی طرح باکرۃ بالغہ کو بھی مجبور کیا جا سکتا ہے، کیونکہ ان دونوں میں علت مشترک ہے یعنی عدم ممارست (نکاح کے معاملات سے ناواقفیت)۔

حنفی فقہاء کے ہاں بلوغت کی وجہ سے اب وہ آزاد عورت ہے، اب خطاب بلاواسطہ اس کی طرف متوجہ ہو گا اور صغیرہ پر حق ولایت نقصان عقل کی وجہ سے تھا لیکن جب لڑکی بالغ ہو چکی ہے تو اس کی عقل بھی کامل ہو چکی ہے، لہذا جس طرح بالغ لڑکے پر اجبار درست نہیں اسی طرح بالغ لڑکی پر بھی اجبار درست نہیں، اور مہر کے قبضہ کرنے میں جواز ولی کا وہ تو اس کی رضامندی کی وجہ سے درست ہے وگرنہ درست نہیں۔[22]

دلائل، تجزیہ اور حتمی رائے

ولی کی اجازت کے بغیر نکاح کے جواز کے دلائل

2) اللہ تعالی ارشاد فرماتے ہیں:

" فَإِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدُ حَتَّى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ"[23]

پھر اگر شوہر (تیسری) طلاق دیدے تو وہ (مطلقہ عورت) اس کے لیے اس وقت تک حلال نہیں ہو گی جب تک وہ کسی اور مرد سے نکاح نہ کرے۔

3) "وَإِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ فَبَلَغْنَ أَجَلَهُنَّ فَلَا تَعْضُلُوهُنَّ أَنْ يَنْكِحْنَ أَزْوَاجَهُنَّ إِذَا تَرَاضَوْا بَيْنَهُمْ بِالْمَعْرُوفِ"[24]

اور جب تم نے عورتوں کو طلاق دے دی ہو اور وہ اپنی عدت کو پہنچ جائیں، تو (اے میکے والو) انہیں اس بات سے نہ روکو کہ وہ اپنے (پہلے) شوہروں سے (دوبارہ) نکاح کریں، بشرطیکہ وہ بھلائی کے ساتھ ایک دوسرے سے راضی ہو گئے ہوں۔ حنفی علماء فرماتے ہیں کہ عورت کے لیے جائز ہے کہ وہ اپنا نکاح خود کرے اللہ نے اضافت یا نسبت اسی عورت کی طرف کی ہے جیسا کہ اللہ نے فرمایا 'حَتَّى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ' اس میں ولی کا کوئی ذکر نہیں اور ' فَلَا تَعْضُلُوهُنَّ' میں خطاب بیویوں اور عورتوں کو ہے اور 'إِذَا تَرَاضَوْا بَيْنَهُمْ' میں بھی اس بات کی دلیل ہے کہ مرد و عورت دونوں جب نکاح کے لیے راضی ہوں تو کوئی ان کے لیے مانع نہیں ہو سکتا کہ ان کو نکاح کرنے سے روکے چاہے وہ ولی ہو یا غیر

ولی۔[25]

مفتی محمد شفیع صاحب بھی اس طرح کی تشریح فرماتے ہیں کہ 'إِذَا تَرَاضَوْا بَيْنَهُمْ' سے اس کی وضاحت ہوتی ہے کہ کہ جب مرد وعورت شرعی قاعدہ کے مطابق نکاح پر راضی ہو جائیں تو انکو نکاح کرنے سے نہ روکو، اس میں اشارہ ہے کہ دونوں کی رضامندی نہ ہو تو ان پر زبردستی کرنا صحیح نہیں اور دوسرا اس میں اس طرف بھی اشارہ ہے کہ اس کا نکاح اس کی اجازت اور رضامندی کے بغیر نہیں ہو سکتا۔[26]

4) "وَالَّذِينَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُونَ أَزْوَاجًا يَتَرَبَّصْنَ بِأَنْفُسِهِنَّ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا فَإِذَا بَلَغْنَ أَجَلَهُنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيمَا فَعَلْنَ فِي أَنْفُسِهِنَّ بِالْمَعْرُوفِ"[27]

اور تم میں سے جو لوگ وفات پا جائیں اور بیویاں چھوڑ کر جائیں تو وہ بیویاں اپنے آپ کو چار مہینے اور دس دن انتظار میں رکھیں گی، پھر جب وہ اپنی (عدت کو) میعاد کو پہنچ جائیں تو وہ اپنے بارے میں جو کاروائی (مثلا دوسرا نکاح) قاعدے کے مطابق کریں تو تم پر کچھ گناہ نہیں۔

"وَامْرَأَةً مُؤْمِنَةً إِنْ وَهَبَتْ نَفْسَهَا لِلنَّبِيِّ إِنْ أَرَادَ النَّبِيُّ أَنْ يَسْتَنْكِحَهَا خَالِصَةً لَكَ مِنْ دُونِ الْمُؤْمِنِينَ"[28]

نیز کوئی مسلمان عورت جس نے مہر کے بغیر نبی کو اپنے آپ (سے نکاح کرنے) کی پیشکش کی ہو بشرطیکہ نبی اس سے نکاح کرنا چاہے، یہ سارے احکام خاص تمہارے لیے ہیں، دوسرے مومنین کے لیے نہیں۔

ان تمام آیات سے استدلال اس طریقے سے کیا گیا ہے کہ ان میں نکاح کرنے کی نسبت عورتوں کی طرف کی گئی ہے، جس سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ عاقلہ بالغہ چاہے وہ کنواری ہو یا طلاق شدہ اپنے نکاح خود کر سکتی ہے، کیونکہ ان آیات کی تخصیص طلاق شدہ یا بیوہ کے ساتھ کرنا صحیح نہیں جیسے کہ بعض علماء نے کی ہے، لہذا عورت اپنے نکاح کے معاملے میں مختار کل ہے۔ امام ابو حنیفہ کے ہاں کنواری بالغہ عاقلہ اپنا نکاح خود کر سکتی ہے ہاں ولی کا ہونا مستحب یا اس کی رضامندی مندوب ہے اور یہی فقہاء حنفیہ کا مذہب ہے اس کے دلائل قرآن وسنت میں ہیں جیسے اللہ تعالی نے فرمایا" وَامْرَأَةً مُؤْمِنَةً إِنْ وَهَبَتْ نَفْسَهَا" آیت شریفہ اس بات پر نص ہے کہ نکاح کا انعقاد عورت سے ہی تمام ہوتا ہے اس کی بغیر جائز نہیں یہ مخالفین پر حجت ہے 'حَتَّى تَنْكِحَ' میں نکاح کی نسبت عورت کی طرف کی گئی ہے اور 'أَنْ يَتَرَاجَعَا' کی تفسیر ان الفاظ میں کی گئی ہے 'أَيْ يَتَنَاكَحَا مِنْ غَيْرِ ذِكْرِ الْوَلِيِّ' اس میں بھی اضافت زوجین کی طرف ہے کہ وہ دونوں نکاح کر سکتے ہیں اس میں ولی کا کوئی ذکر نہیں، اور آیت نمبر 232 میں سے استدلال دو طریقوں سے کیا گیا ہے اس میں ایک تو نکاح کی نسبت عورتوں کی طرف ہے پس اس یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ نکاح

انہی کی عبارت اور کلام سے جائز ہے اس میں ولی کی کوئی شرط نہیں اور ثانی اس آیت سے استدلال اس طرح کیا گیا ہے کہ اولیاء کو منع کیا گیا ہے کہ وہ ان کو نکاح کرنیں سے روکیں بلکہ جب بھی وہ راضی ہوں تو وہ اپنا نکاح کر سکتے ہیں۔[29]

احادیث

"أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ –صلى الله عليه وسلم– قَالَ لاَ تُنْكَحُ الأَيِّمُ حَتَّى تُسْتَأْمَرَ وَلاَ تُنْكَحُ الْبِكْرُ حَتَّى تُسْتَأْذَنَ قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ وَكَيْفَ إِذْنُهَا قَالَ أَنْ تَسْكُتَ"[30]

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیوہ کا نکاح نہ ہو جب تک اس سے اجازت نہ لی جائے اور کنواری کا نکاح نہ ہو جب تک اس سے اذن نہ لیا جائے، لوگوں نے عرض کی کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کنواری سے اجازت کیسے لی جائے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اذن اس کا یہ ہے کہ وہ چپ رہے۔

"عَائِشَةَ تَقُولُ سَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ –صلى الله عليه وسلم– عَنِ الْجَارِيَةِ يُنْكِحُهَا أَهْلُهَا أَتُسْتَأْمَرُ أَمْ لاَ فَقَالَ لَهَا رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم نَعَمْ تُسْتَأْمَرُ فَقَالَتْ عَائِشَةُ فَقُلْتُ لَهُ فَإِنَّهَا تَسْتَحْيِى. فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ –صلى الله عليه وسلم– فَذَلِكَ إِذْنُهَا إِذَا هِيَ سَكَتَتْ"[31]

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ جو لڑکی ایسی ہو کہ اس کے گھر والے اس کا نکاح کر دیں، تو کیا اس سے بھی اجازت لی جائے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں اجازت لی جائے، پھر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ وہ شرماتی ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اجازت اس کی یہی ہے کہ وہ چپ ہو جائے۔ (یعنی زبان سے اظہار ضروری نہیں۔

"عن عائشة عن النبي صلى الله عليه و سلم قال : استأمروا النساء في أبضاعهن قيل فإن البكر تستحي وتسكت قال هو إذنها"[32]

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جناب رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ کنواری لڑکیوں سے متعلق فیصلہ کرتے وقت ان کی اجازت حاصل کرنی چاہیے۔

"عن عائشة : أن فتاة دخلت عليها فقالت إن أبي زوجني بن أخيه ليرفع بي خسيسته وأنا كارهة قالت اجلسي حتى يأتي النبي صلى الله عليه و سلم فجاء رسول الله صلى الله عليه و سلم فأخبرته فأرسل إلى أبيها فدعاه فجعل الأمر إليها فقالت يا رسول الله قد أجزت ما صنع أبي ولكن أردت أن أعلم أللنساء من الأمر شيء"

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک دن جوان لڑکی میرے پاس آئی اور کہنے لگی کہ میرے والد نے میرا نکاح اپنے بھائی کے لڑکے سے اس وجہ سے کیا ہے کہ میری وجہ سے (میری شادی وہاں کرانے کی وجہ سے) اس کی رزالت ختم ہو جائے، اور وہ لوگوں کی نظروں میں ایک باعزت شخص بن جائے، جب کہ میں اس نکاح کو ناپسند کرتی ہوں۔ میں نے ان سے کہا کہ تم بیٹھ جاؤ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا انتظار کرو، چنانچہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے معاملے کی خبر دی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے والد کو بلانے کا حکم دیا اور اس لڑکی کو اختیار دیا، اس پر اس لڑکی نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے والد نے جو کچھ کیا مجھ کو وہ منظور ہے، لیکن میں اس سے واقف ہونا چاہتی تھی کہ خواتین کو بھی اس معاملے میں کسی قسم کا کوئی حق ہے یا نہیں؟۔[33]

یہ احادیث صراحتاً اس بات کی دلیل ہیں کہ کنواری بالغہ کو نکاح پر مجبور کرنا جائز نہیں۔

"عن أبي هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه و سلم : تستأمر اليتيمة في نفسها فإن سكتت فهو إذنها وإن أبت فلا جواز عليها"[34]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ کنواری لڑکی سے اس کے نفس کے بارے میں اجازت اور رضامندی ضرور حاصل کرنی چاہیے اگر وہ خاموش رہے تو یہ اس کی اجازت ہے اور اگر انکار کر دے تو اس پر کسی قسم کی کوئی زبردستی نہیں۔

"عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ جَارِيَةً بِكْرًا أَتَتِ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم- فَذَكَرَتْ أَنَّ أَبَاهَا زَوَّجَهَا وَهِيَ كَارِهَةٌ فَخَيَّرَهَا النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم"[35]

عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک کنواری لڑکی نے حاضر ہو کر عرض کیا کہ اس کے والد نے اس کی مرضی کے بغیر اس کا نکاح (ایک شخص سے) کر دیا، جناب رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اس لڑکی کو فسخ نکاح کا اختیار دیا۔

"عن أبي هريرة قال : قال رسول الله صلى الله عليه و سلم اليتيمة تستأمر في نفسها فإن صمتت فهو إذنها وإن أبت فلا جواز عليها"[36]

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ یتیم لڑکی سے اس کے نکاح کے لیے اذن لیا جائے اگر وہ چپ رہے تو یہ اس کی اجازت ہو گی اور اگر اس نے انکار کیا تو اس پر زبردستی نہیں۔

اس باب میں ابو موسی اور ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، ابو عیسی نے ابو ہریرہ کی حدیث کو حسن کہا ہے۔

فقہاء کی رائے اور ان کے دلائل کا علمی تجزیہ

علماء کا اس میں اختلاف ہے کہ نکاح کے صحیح ہونے کے لیے ولی شرط ہے یا نہیں۔ جمہور حضرات فرماتے ہیں کہ عورت اپنا نکاح خود نہیں کر سکتی، ان کے دلائل وہ احادیث ہیں کہ جن میں ولی کے بغیر نکاح کو باطل کہا گیا ہے۔

امام ابو حنیفہؒ فرماتے ہیں کہ نکاح کے صحیح ہونے کے لیے ولی شرط نہیں، اگر لڑکی نے اپنے ولی کی اجازت کے بغیر کفؤ کے اندر نکاح کیا تو جائز ہے، اور قیاس کا بھی یہی تقاضا ہے۔ جیسے خرید و فروخت کے معاملات میں عورت مختار کل ہوتی ہے اسی طرح وہ نکاح کے معاملے میں بھی مختار کل ہونی چاہیے۔

اور جن احادیث میں نکاح کو ولی کے بغیر ناجائز کہا ہے وہ احادیث صغیرہ پر محمول ہیں، یعنی چھوٹی بچی اپنا نکاح خود نہیں کر سکتی بلکہ ولی کی اجازت ضروری ہے یہ بات مشہور اور عام ہے کہ عموم کی تخصیص قیاس کے ذریعے جائز ہے۔[37]

علامہ انور شاہ کشمیریؒ فرماتے ہیں کہ حدیث باب "**لَا نِكَاحَ إِلَّا بِوَلِيٍّ**" میں اختلاف ہے کہ آیا یہ حدیث مرسل ہے یا متصل ہے، امام طحاویؒ نے ترجیح مرسل کو دی ہے، محدثین اس حدیث کی سند کو حجت قرار دیتے ہیں کہ اس کی سند صحیح ہے۔ اور امام ابو حنیفہؒ نے بھی اس حدیث کو اپنی مسند کے اندر بیان کیا ہے۔

علامہ انور کشمیریؒ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث حجاز والوں کے مدّعٰی کی دلیل ہے، لیکن یہ حدیث اس بات کی نشاندہی کرتی ہے کہ ولی کی اجازت نکاح میں ضروری ہے، اور یہی مذہب امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ کا ہے اس کی دلیل حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی دوسری حدیث کہ جس میں ولی کی اجازت کے بغیر نکاح کو باطل قرار دیا ہے۔

ان احادیث کا جواب یہ ہے کہ احادیث کے الفاظ اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ جس پر ولایت کا حق شریعت نے دیا ہے وہ ولی کے علاوہ کوئی اور ہے وہ مولیہ ہے، مطلب ولایت نکاح میں دو انسان ہوتے ہیں ایک ولی اور دوسرا جس پر ولایت حاصل ہوتی ہے یعنی لڑکی، "**لَا نِكَاحَ إِلَّا بِوَلِيٍّ**" والی حدیث میں وہ ولی مراد ہے جو مولی علیہا کے علاوہ ہے جیسے چھوٹی بچی پر کسی کو حق ولایت حاصل ہونا چاہیے وہ اس کا باپ ہو یا اس کے علاوہ کوئی اور ہو، بعض اوقات ولی خود لڑکی بھی ہو سکتی ہے، اور جس پر ولایت ہے وہ بھی بذات خود آپ یعنی لڑکی ہے، لہذا ان حدیث کا اطلاق صغیرہ بچی پر ہوتا ہے کبیرہ پر نہیں، امام ابو حنیفہؒ کے ہاں جب بالغہ کنواری اپنا نکاح کفو میں کرتی ہے اور مہر میں بھی کوئی کوتاہی نہیں کرتی اس کا نکاح جائز ہے، بعض حضرات نے یہ کیا ہے کہ حدیث کی تخصیص رائے کی وجہ سے درست نہیں یا کسی غرض کی وجہ سے اس کی تخصیص کرنا درست نہیں، میں کہتا ہوں (انور صاحبؒ کا قول) کہ نص کی تخصیص رائے کی وجہ سے جائز ہے کہ جب رائے یا وجہ صریح ہو، یہی بات ابن دقیق العید نے احکام الاحکام میں کہی ہے، دوسری بات یہ

کہ یہاں تخصیص رائے کی وجہ سے نہیں بلکہ نص کی بنیاد پر ہے۔

یہاں حدیث بالا کے دو محمل ہیں، **لَانِكَاحَ إِلَّا بِوَلِيٍّ** حدیث دوسری حدیث کی وجہ سے اذن پر محمول ہے اور وہ " **الْبِكْرُ تُسْتَأْذَنُ** " ہے، حدیث کے یہ الفاظ حجاز کے مذہب پر رد ہیں، دوسری حدیث کے آخری الفاظ " **فَلَهَا الْمَهْرُ بِمَا اسْتَحَلَّ** " اس بات کی دلیل ہیں کہ نکاح صحیح ہے تب ہی شریعت نے مہر کو مقرر کیا، ہاں اگر نکاح غیر کفو میں کیا یا مہر کم رکھا تو ظاہر الروایہ کی روایت کے مطابق نکاح تو درست ہے، لیکن اولیاء کے لیے فسخ کا جواز موجود ہے بایں صورت کی یہ معاملہ قاضی یا جج کی عدالت میں لے جائیں، تو جج نکاح کو فسخ کر سکتا ہے، اور حسن بن زیاد سے روایت ہے کہ یہ نکاح سرے سے باطل ہے اور متاخرین میں سے امام سرخسیؒ کا بھی یہی فتوی ہے۔[38]

شاہد علامہ انور شاہ کشمیریؒ نے احادیث میں تطبیق دینے کی کوشش کی ہے، کہ جن احادیث میں ولی کی اجازت کے بغیر نکاح درست نہیں وہ محمول ہیں کہ صغیرہ اپنا نکاح خود نہیں کر سکتی بلکہ ولی کی اجازت کی ضروری ہے ،اور جن میں نکاح کا جواز معلوم ہوتا ہے وہ کبیرہ بالغہ پر محمول ہیں، کہ ان پر زبردستی کرنا درست نہیں بلکہ ان کی رضامندی لازمی ہے۔

" **أن رسول الله صلى الله عليه و سلم قال أيما امرأة نكحت بغير إذن وليها فنكاحها باطل فنكاحها باطل فنكاحها باطل** " اس حدیث کو امام ترمذی نے حسن کہا ہے اور لا نکاح الا بولی والی حدیث دوسری " **الأَيِّمُ أَحَقُّ بِنَفْسِهَا مِنْ وَلِيِّهَا** " کے معارض ہے، اس کو امام مسلم، ابو داؤد، ترمذی، نسائی اور امام مالک نے روایت کیا ہے۔ لغت کے اندر 'ایم **کہا** جاتا ہے۔ جیسے قول باری تعالی ہے۔

" **وَأَنْكِحُوا الْأَيَامَى مِنْكُمْ** "[39]

اور تم میں سے جن (مردوں اور عورتوں) کا اس وقت تک نکاح نہ ہو ان کا بھی نکاح کرو۔ اس لفظ ایامی میں مرد، عورت باکرہ اور ثیبہ شامل ہیں، جناب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد " **الأَيِّمُ أَحَقُّ بِنَفْسِهَا** " اس ایم سے مراد ثیبہ ہے اور اصل میں لفظ ایم کا معنی کہ جس کا خاوند ہو باکرہ ہو یا ثیبہ، مطلقہ ہو یا متوفی عنہا زوجہا ہو۔[40]

لہذا ولی کے لیے لڑکی کا نکاح اس کی رضامندی کے بغیر درست نہیں، کیونکہ لڑکی اپنے نکاح کے معاملے میں سب سے زیادہ حقدار ہے۔

اس حدیث کو سند کے لحاظ سے محدثین نے ترجیح دی ہے، بخلاف ان احادیث کے جو جمہور حضرات کی دلیلیں ہیں، کہ نکاح ولی کے بغیر صحیح نہیں، دوسری روایت کہ ولی کی اجازت کے بغیر نکاح باطل ہے، ان دو تین احادیث پر محدثین

کلام کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ بعض نے ان کو صحیح، بعض نے حسن اور بعض نے ضعیف بھی کہا ہے، لیکن یہ احادیث مسلم کی احادیث کا مقابلہ نہیں کرسکتیں کیونکہ یہ بات واضح ہے کہ مسلم کی حدیث سب سے زیادہ مستند ہے، تطبیق دیتے ہوئے بعض نے کہا کہ ان احادیث کو تخصیص پر محمول کیا جائے یا کمال نفی پر محمول کیا جائے۔[41]

ثیبہ کبیرہ بھی جمہور حضرات کے ہاں نکاح کی مالک نہیں ہوتی، ہاں اس کی شادی اس کی رضامندی کے بغیر درست نہیں جیسے کہ ایک روایت میں ہے کہ خنساء بنت خذام انصاریہ کی شادی اس کے باپ نے اس کی رضامندی کے بغیر کردی ،وہ عورت جناب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا نکاح فسخ کردیا، ایک اور حدیث میں آتا ہے کہ ثیبہ اپنے نفس کی (یعنی اپنے نکاح کے معاملے میں) ولی سے زیادہ حقدار ہے۔[42]

صاحب نصب الرایہ سند حدیث پر بحث کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ یہ حدیث **لَانِکَاحَ اِلَّابِوَلِیٍّ** اس کی سند اور متن دونوں میں اختلاف ہے، جو روایت حجاج بن ارطاۃ عن الزهری عن عروۃ عن عائشہ رضی اللہ عنہا سے کی گئی ہے وہ مرفوع ہے، اور اس حدیث کے آخری الفاظ " **وَالسُّلْطَانُ وَلِيُّ مَنْ لَا وَلِيَّ لَهُ** " ہیں اور حجاج جو اس روایت میں ہیں وہ ضعیف ہیں۔

ابن ماجہ اور دار قطنی میں بھی یہ روایت مروی ہے وہ بھی مرفوع ہے " عن محمد بن یزید بن سنان شنائی عن هشام عن ابیہ عن عائشہ رضی اللہ عنہا مرفوعا " لَانِکَاحَ اِلَّابِوَلِیٍّ، اس حدیث کے آخر میں " وشاهدی عدل " کے الفاظ کا اضافہ ہے۔

امام دار قطنی: رواہ عن هشام سعید بن خالد ونوح بن دراج وعبد اللہ بن حکیم " کی سند کے بارے میں فرماتے ہیں کہ محمد بن یزید بن سنان اور اس کا باپ دونوں ضعیف ہیں، امام دار قطنی نے اس حدیث کو اس سند سے بھی نقل کیا ہے " عن ابی الخصیب عن هشام بہ مرفوعا لابد فی النکاح من الاربعۃ، الولی، والزوج، والشاهدین " اس حدیث کے بارے میں فرماتے ہیں کہ یہ حدیث منکر ہے اور زیادہ اشبہ یہی ہے کہ موضوع ہے کیونکہ ابو الخصیب جو اس حدیث کے راوی ہیں ان کا اصل نام میسرہ ہے اور وہ مجہول ہیں۔[43]

امام زہری، امام ابو حنیفہ اور امام شعبی اس حدیث کی تشریح یوں فرماتے ہیں کہ " لَانِکَاحَ اِلَّابِوَلِیٍّ " میں نکاح کامل مراد ہے، اس میں نکاح کی صحت کی نفی نہیں کہ ولی کے بغیر نکاح درست نہیں بلکہ نکاح کامل کی نفی مراد ہے کہ ولی کی اجازت کے بغیر نکاح کرنا مناسب نہیں، اس کی مثال ایسی ہے جیسے جناب رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا" **لَا صَلَاةَ لِجَارِ الْمَسْجِدِ إِلَّا فِي الْمَسْجِدِ** "جو شخص مسجد کے پڑوس میں رہتا ہو اس کی نماز مسجد میں ہی

درست ہے گھر میں درست نہیں، اس حدیث کی تشریح میں علماء یہی فرماتے ہیں کہ نفس نماز گھر میں بھی ادا کرنے سے

ہو جاتی ہے لیکن کامل ثواب مسجد میں ہی ادا کرنے سے ملتا ہے۔

اسی طرح یہاں بھی نفس نکاح تو ولی کے بغیر درست ہے لیکن بہتر اور افضل یہی ہے کہ ولی کی اجازت کے بغیر نکاح نہ کیا جائے، اس مضمون جیسی اور کئی احادیث ہیں، کہ جس میں نفی نفس شئ کی نہیں بلکہ کمال شئ کی نفی مراد ہوتی ہے۔

دار قطنی نے سماک بن حرب سے ایک روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس آیا، اور کہا کہ میں ایک عورت کا ولی ہوں لیکن اس نے میری اجازت کے بغیر نکاح کر لیا ہے، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ آپ دیکھیں کہ اس نے نکاح کہاں کیا ہے، اگر اس نے نکاح کفو کے اندر کیا ہے تو پھر ہم اس کے اس نکاح کو جائز قرار دیتے ہیں، اور اگر اس نے شادی ایسے مرد سے کی ہے جو اس کا کفو نہیں ہے تو پھر اس کا معاملہ آپ کے سپرد کرتے ہیں۔

اسی طرح حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ نے اپنے بھائی کی بیٹی کا نکاح ان کی عدم موجودگی میں کیا۔[44]

بعض علماء یہ فرماتے ہیں کہ جس کو جناب رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اختیار دیا تھا وہ ثیبہ تھیں باکرۃ نہیں حالانکہ ایسا نہیں ہے جیسا کہ بعض حضرات کی رائے ہے۔

ابن قطان فرماتے ہیں کہ ابن عباس کی حدیث صحیح ہے (کہ جس میں یہ آتا ہے کہ ایک کنواری لڑکی جس کی زبردستی شادی اس کے والد نے کر دی تھی، جناب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی تو آپ نے اس کو نکاح کے فسخ کا اختیار دیا) یہ خنساء بنت خذام نہیں بلکہ یہ کنواری تھیں اور خنساء ثیبہ (شادی شدہ یا طلاق شدہ) تھیں جس کو جناب رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اختیار دیا تھا، اور ایک روایت میں یہ بھی آتا ہے کہ خنساء بھی باکرۃ تھیں جیسا کہ امام نسائی نے اپنی سنن کتاب میں یہ الفاظ نقل کیے ہیں" أَنَّهَا كَانَتْ بِكْرًا "اور ابن قطان فرماتے ہیں کہ اس کی دلیل یہ ہے کہ یہ دو عورتیں الگ الگ تھیں، امام دار قطنی نے روایت نقل کی ہے جو ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جناب رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ثیبہ اور باکرۃ دونوں کے نکاح کو باطل قرار دیا کیونکہ ان کے والدین نے زبردستی ان کا نکاح ان کی رضامندی کے بغیر کیا تھا۔[45]

صاحب فتح القدیر کی عمدۃ تشریح

صاحب فتح القدیرؒ فرماتے ہیں کہ جناب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ قول" الثَّيِّبُ أَحَقُّ بِنَفْسِهَا مِنْ وَلِيِّهَا ، وَالْبِكْرُ يَسْتَأْمِرُهَا أَبُوهَا فِي نَفْسِهَا" اس حدیث کے اندر ثیبہ کو نکاح کے معاملے میں ولی سے زیادہ حقدار قرار دیا ہے اور اس سے ایک بات یہ بھی ثابت ہوتی ہے کہ باکرۃ یعنی کنواری اپنے نکاح کے معاملے میں ولی سے زیادہ حقدار نہیں لیکن یہ دلیل ہمارے مذہب کے خلاف نہیں بن سکتی کیونکہ لفظ" وَالْبِكْرُ يَسْتَأْمِرُهَا "صراحتا اس بات پر دلالت کر رہے ہیں کہ باکرہ سے اجازت پوچھنا ضروری ہے، یہ صریح دلالت اس مدّعٰی کے منافی ہے کہ باکرۃ کا نکاح زبردستی کرنا جائز ہے جیسے کہ جمہور حضرات کا مذہب ہے۔ کنواری سے امر یا اجازت پوچھنا اس بات کی دلیل ہے کہ لڑکی کی رضامندی یا عدم رضامندی کا علم ہونا ضروری ہے اس کی اجازت کے بغیر نکاح درست نہیں، اگر اس کی اجازت کے بغیر نکاح کیا تو وہ نکاح اس کی رضامندی اور عدم رضامندی پر موقوف ہو گا، اگر وہ اجازت دے تو بہت اچھا وگرنہ زبردستی کی صورت میں نکاح نہیں ہو گا اس کو فسخ کا اختیار ہو گا۔

حدیث میں ثیبہ کو ولی سے زیادہ حق دیا ہے، اور کنواری کے لیے یہ حق تسلیم کیا گیا ہے کہ اس سے امر اور اجازت ضروری ہے، اس کا سبب یہ ہے کہ کنواری اپنا نکاح کا پیغام عموما خود نہیں بھیجتی یا قبول کرتی بلکہ اس کا ولی اس کا عقد کرتا ہے بخلاف ثیبہ کے کہ خود وہ اپنا عقد کر سکتی ہے کیونکہ اس میں وہ شرم وحیاء نکاح کے معاملے میں باقی نہیں رہتا جیسے ایک کنواری لڑکی میں ہوتی ہے اور عرف بھی ہمارا اس طرح کا ہے۔ اس کی دلیل کنواری سے اجازت لینا ضروری ہے مسلم شریف کی حدیث ہے کہ جس میں جناب رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا" وَالْبِكْرُ تُسْتَأْذَنُ فِي نَفْسِهَا "حدیث کے یہ الفاظ صراحتا اس بات پر دلالت کر رہے ہیں کہ کنواری کا نکاح کرتے وقت اس سے اجازت لینا ضروری ہے۔

سو اس طرح حدیث کی تشریح کرنے سے احادیث میں تطبیق پیدا ہو جاتی ہے۔[46]

علامہ ابن تیمیہؒ کی رائے

علامہ تیمیہ سے سوال پوچھا گیا کہ والد اپنی بالغہ باکرۃ کنواری لڑکی کو اس کی رضامندی کے بغیر نکاح پر مجبور کر سکتا ہے ؟

آپؒ نے ارشاد فرمایا کہ کنواری بالغہ کا نکاح اس کی رضامندی کے بغیر اس میں دو فقہاء کے مشہور مذہب ہیں۔

ایک امام احمد بن حنبلؒ کا کہ باکرۃ بالغہ کا نکاح اس کی رضامندی کے بغیر درست ہے یہی مذہب امام مالکؒ اور امام شافعیؒ کا ہے، دوسرا مذہب امام ابو حنیفہؒ اور باقی کچھ فقہاء کا ہے کہ باکرۃ بالغہ کا نکاح اس کی رضامندی کے بغیر درست نہیں۔

ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں کہ صحیح مذہب یہی امام ابو حنیفہ گا ہے، علامہ ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں کہ اجبار کا تعلق صغر کے ساتھ ہے، یعنی زبردستی چھوٹی بچی کا نکاح کرنا تو جائز ہے لیکن باکرۃ بالغہ کا نکاح اس کی رضامندی کے بغیر درست نہیں۔

فرماتے ہیں کہ یہ مذہب یا قول صحیح حدیث سے ثابت ہے جیسا کہ جناب رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا" لَا تُنْكَحُ الْبِكْرُ حَتَّى تُسْتَأْذَنَ وَلَا الثَّيِّبُ حَتَّى تُسْتَأْمَرَ فَقِيلَ لَهُ : إِنَّ الْبِكْرَ تَسْتَحِي ؟ فَقَالَ : إِذْنُهَا صُمَاتُهَا "باکرۃ کا نکاح اس کی اجازت کے بغیر اور ثیبہ کا نکاح اس کے حکم کے بغیر نہ کیا جائے کہا گیا کہ باکرۃ حیاء کرتی ہے فرمایا اس کی خاموشی اس کی اجازت ہے، دوسری صحیح حدیث میں آتا ہے "البکر یستاذن ابوھا" باکرۃ سے اس کا والد اجازت پوچھے گا، اس سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ جناب رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے باکرۃ کا نکاح اس کی اجازت کے بغیر ممنوع اور ناجائز قرار دیا، اور جناب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی نہی باپ اور اولیاء سب کو شامل ہے اسی طرح اس بات کی تصریح کی گئی ہے کہ لڑکی جب سمجھدار اور بالغ ہو جائے تو اس کے مال میں اس کا ولی اس کی اجازت کے بغیر تصرف نہیں کر سکتا، تو پھر یہ بات کیسے جائز ہو سکتی ہے کہ جو اس کے مال سے زیادہ عزت اور اکرام والی چیز ہے لڑکی کی ذات اس میں اس کا ولی اس کی اجازت کے بغیر تصرف کرے یا اس کا نکاح کر دے۔

جناب رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے باکرۃ اور ثیبہ کے درمیان یہ فرق بیان کیا ہے حدیث میں آتا ہے" لَا تُنْكَحُ الْبِكْرُ حَتَّى تُسْتَأْذَنَ وَلَا الثَّيِّبُ حَتَّى تُسْتَأْمَرَ "ولی ثیبہ کی طرف سے مامور ہے اور کنواری کی طرف سے مستاذن ہے، بہر حال باکرۃ بالغہ کی شادی زبردستی کرنا اصول اور عقول دونوں کے مخالف ہے۔

اور اللہ کی قسم ولی کے لیے جائز نہیں کہ اس کو بیع وشراء اور باقی معاملات پر مجبور کرے تو کیسے جائز ہو گا کہ اس کا نکاح اس کی رضامندی کے بغیر کرے۔

علام ابن تیمیہؒ کے قول سے یہ ثابت ہوتی ہے اور اس کی طرف انہوں نے اشارہ بھی کیا ہے،

قول باری تعالی ہے "وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ مَوَدَّةً وَرَحْمَةً "[47]

اللہ نے زوجین میں محبت اور رحمت ڈال دی ہے۔ محبت اور رحمت کا یہ تقاضا ہے کہ میاں بیوی میں نفرت نہیں ہونی چاہیے، علامہ ابن تیمیہؒ نے اس آیت سے یہ بات مستنبط کی ہے کہ میاں بیوی میں محبت شریعت کے مقاصد میں سے ہے، تو زبردستی نکاح کرنے کی صورت میں محبت کہاں ہو سکتی ہے جس کی متقاضی شریعت ہے اس لیے زبردستی نکاح کرنا درست نہیں ہے۔ اللہ نے اسی لیے یہ حکم دیا ہے کہ اگر ان دونوں میں جھگڑے کی نوبت آجائے اور معاملہ سدھر نہ رہا ہو تو ان کے درمیان کوئی صلح کی صورت نکالو ایک حکم مرد کے خاندان سے ہو اور ایک عورت کے

خاندان سے ہو تا کہ وہ ان کے اختلافات کو ختم کرتے ہوئے ان میں صلح کرا سکیں، لہٰذا عدم رضامندی کی صورت میں ان میں جھگڑا ہی ہو گا اور جواز دواجی زندگی کا مقصد ہے وہ شاید پورا ہی نہ ہو۔[48]

اسلامی نظریاتی کونسل کی رائے

"ہمارے معاشرے میں ولی کی اجازت کے بغیر شادیوں کے نتیجے میں بعض سنگین مسائل پیدا ہو رہے ہیں جن کی طرف پہلے اشارہ کیا جا چکا ہے۔ اس لیے ولی کی اجازت ضروری قرار دینا چاہیے۔ الا یہ کہ جن صورتوں میں شریعت نے اجازت دی ہے مثلاً بیوہ یا مطلقہ وغیرہ، مذکورہ بالا آیات کا تعلق بھی ایسی عورتوں سے ہے مثلاً سورۃ بقرۃ کی آیت نمبر (230) میں طلاق یافتہ عورت کی طرف نکاح کی نسبت کی گئی ہے آیت نمبر (232) بھی مطلقہ عورت کے بارے میں ہے اور آیت نمبر (234) میں بیوہ کو یہ اجازت دی گئی ہے کہ اگر وہ چاہے تو اپنا نکاح خود کر سکتی ہے، اس کے برعکس دیگر بہت سے مقامات پر نکاح کی نسبت عورتوں کے اولیاء کی طرف کی گئی ہے، مثلاً ارشاد باری تعالی ہے "ولا تنکحوا المشرکین حتی یؤمنوا" البقرۃ: 2:221 اور مشرک مرد جب تک ایمان نہ لائیں، مؤمن عورتوں کو ان کی زوجیت میں نہ دینا)

کونسل کی رائے۔ اگرچہ حنفی نقطہ نظر یہی ہے کہ اگر عاقلۃ بالغۃ خود اپنا نکاح کرلے تو یہ نکاح درست ہے اور ولی اگر چاہے تو اس صورت میں اعتراض کر سکتا ہے، کہ جب کسی عاقلۃ بالغۃ نے غیر کفو میں نکاح کیا ہو، نیز پاکستان کی عدالتوں کا فیصلہ بھی یہی ہے کہ ایک عاقلۃ بالغۃ اگر خود اپنا نکاح کسی سے کرلے تو یہ نکاح قانوناً درست ہے تاہم ہمارے معاشرہ میں لڑکیوں کے گھر سے بھاگ کر از خود نکاح کر لینے کے واقعات میں اضافہ ہو رہا ہے جس سے اس لڑکی کے ماں باپ اور خاندان والوں کی عار لاحق ہوتی ہے اور اس کے نتیجے میں فساد پیدا ہوتا ہے اس صورت حال کا سدباب کرنا ضروری ہے، چنانچہ کونسل نے غور و خوض کے بعد یہ رائے قائم کی کہ اگر شوہر دیدہ (مطلقہ یا بیوہ) اپنی مرضی سے نکاح کرے تو اس میں کوئی حرج نہیں جبکہ کنواری کے نکاح کی صورت میں مناسب تر یہی ہے کہ اس کا نکاح ولی کی رضامندی سے ہو۔ اس کے ساتھ ہی اس بات کو بھی یقینی بنایا جائے کہ کسی کنواری کی رضامندی کے بغیر اس پر کوئی رشتہ مسلط نہ کیا جائے۔ بنابریں کونسل نے یہ بھی تجویز کیا کہ میڈیا، مساجد اور مختلف فورمز سے اس بات کی تشہیر کی جائے کہ والدین کے لیے ضروری ہے کہ وہ شادی کے لیے لڑکی کی رضامندی لازماً حاصل کریں، نکاح خواہ اور نکاح رجسٹرار حضرات کا بھی فرض ہے کہ وہ اطمینان کر لیں کہ فریقین اس شادی پر بخوشی رضامند ہیں اور کسی پر کوئی جبر نہیں کیا گیا۔[49]

کنواری عاقلۃ بالغۃ لڑکی کی ولایت کا مسئلہ

اس سلسلے میں مختلف اقوال ہیں:

"پہلا قول یہ ہے کہ ولی کی اجازت شرط ہے جس طرح شیخ صدوق عمانی مہرشی نے (کتاب نھایہ، تھذیب، کتاب الخلاف، مبسوط) قاضی اور دربندی نے فقہ القرآن میں، اسی طرح کتاب الوسیلہ، شرح لمعۃ، سیب المدارک میں ہے اور اسی طرح بحرین کے بہت سارے علماء جیسے صاحب حدائق کا، نیز محدث کاشانی کا، اسی طرح اہل سنت میں سے امام مالکؒ اور امام شافعیؒ کا قول ہے"۔۔۔ حلبی کی صحیح روایت جو امام جعفر صادق سے ہے، راوی کہتا ہے کہ میں نے باکرۃ لڑکی کے بارے میں سوال کیا کہ جب وہ عورت کی حد کو پہنچ جائے اسے اپنی شادی کے معاملے میں باپ سے اجازت لینا ضروری ہے، فرمایا جب تک ثیبہ نہ ہو اس وقت تک ضروری ہے"

"جو اس بات کے قائل ہیں کہ کنواری (باکرۃ) لڑکی اپنی سے شادی کر سکتی ہے اور ولی کی اجازت اس کے لیے شرط نہیں ان علامہ حلبی، شہید اول، شہید ثانی، بہت سے متقدمین اور متاخرین نے اس بات کا دعوی کیا ہے اور ابو حنیفہ کا بھی یہی دعوی ہے"۔۔۔ اسی طرح روایت صحیح فضیل میں امام محمد باقر سے مروی ہے، آپ نے فرمایا کہ وہ عورت کہ جو اپنے نفس کا ایسے شخص کو مالک بنائے جو نہ تو بے وقوف ہے اور نہ ہی غلام ہو، تو ولی کی اجازت کے بغیر اس کے لیے نکاح کرنا جائز ہے ("وسائل الشیعۃ، جلد 14 صفحہ 201، باب 3 باب عقد النکاح'، من لایحضرہ الفقیہ، ج 3، ص: 27۔ "تھذیب الاحکام، ج 3، ص: 380۔ 'دار الکتب الاسلامیۃ تہران)" حضرت امام سعدان بن مسلم نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے خبر دی ہے کہ آپ نے فرمایا اگر کنواری لڑکی اپنے باپ کی اجازت کے بغیر شادی کے لیے راضی ہو جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں۔[50]

تجاویز

ماقبل تمام تر علمی ذخیرہ سے اور قرآن کی رائے سے بھی یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ زوجین میں محبت ہونی بہت ضروری ہے وگرنہ نتائج سنگین بر آمد ہو سکتے ہیں، اسی طرح احادیث سے بھی یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ کنواری بالغۃ کا زبردستی نکاح کرنا درست نہیں، اور لڑکی کا خود اپنا نکاح کرنا بغیر اپنے ولی کی اجازت کے یہ بھی مناسب اور اچھا نہیں۔

کچھ فقہاء نے یہ بات کہی ہے کہ لڑکی کی رضامندی کے بغیر زبردستی نکاح کرنا درست ہے۔ اور بعض کا مذہب ہے کہ لڑکی کی رضامندی کے بغیر زبردستی نکاح کرنا درست نہیں۔

(!) زبردستی باکرۃ بالغۃ کا نکاح درست نہیں

جہاں تک میں سمجھا ہوں اور مجھے احادیث کے اتنے ذخیرہ میں کوئی حدیث ایسی نہیں ملی کہ جس میں جناب رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے زبردستی باکرۃ کنوای بالغۃ کے نکاح کو جائز قرار دیا ہو بلکہ جن لوگوں نے زبردستی اپنی بچیوں کا نکاح کیا تو جناب رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے لڑکی کو اختیار دے دیا کہ وہ چاہے تو نکاح کو فسخ کردے یا باقی رکھے۔

(2) جن احادیث میں جناب رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ولی کے بغیر نکاح نہیں یا ولی کے بغیر نکاح باطل ہے ان احادیث سے صرف یہ بات معلوم اور ثابت ہوتی ہے کہ ولی کی اجازت کے بغیر نکاح درست نہیں، ان احادیث سے یہ بات نہ تو ثابت ہوتی ہے اور نہ ہی معلوم ہوتی ہے کہ لڑکی کی رضامندی کے بغیر نکاح درست ہے، سو نہ لڑکی کا نکاح زبردستی کرنا درست ہے اور نہ ولی کے بغیر مناسب ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ دونوں کی رضامندی ضروری ہے اگر دونوں کہیں راضی ہیں تو بہت اچھا ہے اگر صورت یہ ہے کہ دونوں کے خیال اور چاہت الگ الگ جگہوں پر ہے اس صورت حال میں دیکھا جائے گا کہ لڑکی کفو میں نکاح کر رہی ہے اور دیندار گھرانہ بھی ہے تو لڑکی کی بات کو مانا جائے جیسا کہ ایک حدیث میں آتا ہے جناب رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا" **تنكح المرأة لأربع لمالها ولحسبها وجمالها ولدينها فاظفر بذات الدين تربت يداك** "(رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شادی کے لیے عورت کی چار باتیں دیکھی جاتی ہیں۔ مال، نسب، خوبصورتی اور دین تجھے دیندار کو حاصل کرنا چاہیے (اگر تو نہ مانے) تو تیرے دونوں ہاتھ خاک آلود ہوں گے۔

"عن النبي صلى الله عليه و سلم قال تنكح المرأة لأربع لمالها ولحسبها وجمالها ولدينها فاظفر بذات الدين تربت يداك " [51]

اخروی کامیابی بھی اسی میں نظر آرہی ہے۔

اور اگر لڑکی کی رضامندی کسی ایسے خاندان میں ہے کہ ولی یہ سمجھتا ہے کہ وہ لڑکا اور اس کے خاندان والے صحیح لوگ نہیں تو پھر ولی کو چاہیے کہ وہ لڑکی کو پیار سے سمجھانے کی کوشش کرے اور مستقبل میں ہونے والے خطرناک نتائج سے اس کو آگاہ کرے کہ آپ کے ساتھ مستقبل میں فلاں فلاں مشکلات پیش آسکتی ہیں تو عین ممکن ہے کہ اس کو عقل آجائے اگر ولی یہ جان چکا ہے کہ لڑکی کوئی ایسا قدم نہیں اٹھائے گی تو بہت اچھا، اگر ایسا نہیں تو پھر ولی خوشی کے ساتھ اس کا نکاح وہاں کردے جہاں لڑکی رضامند ہے تاکہ بعد میں پچھتاوا نہ اٹھانا پڑے۔

اسلامی نظریاتی کونسل رپورٹس میں یہ کہا گیا ہے کہ لڑکی کے بھاگ کر نکاح کرنے کی صورت میں سنگین نتائج برآمد ہوسکتے ہیں دونوں خاندانوں میں دشمنی اور بعض اوقات قتل تک نوبت پہنچ جاتی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ

اس کی اہم اور بنیادی وجہ یہ ہوتی ہے کہ لڑکی کو اس بات کا یقین ہوتا ہے کہ والدین کو بتانے کی صورت میں کہ میرا فلاں جگہ شادی کا ارادہ ہے تو کبھی نہیں مانیں گے اور زبردستی وہاں شادی کریں گے جہاں ان کی مرضی ہوگی، لہذا ولی کو یہ بات اجاگر کی جائے کہ لڑکی کی رضامندی اس کے نکاح میں ضروری ہے جب لڑکی کو معلوم ہوگا کہ میری چاہت کو سنا جائے گا اور شاہد میری بات کو مان بھی لیں گے تو لڑکی میں 80٪ بھاگنے کے مواقع کم ہوں گے بلکہ مشورہ سے ان میں ایک اہم فیصلہ ہوگا جو سب کے حق میں بہتر ہوگا۔ خصوصا یہ بات دیہاتوں میں عام ہے کہ لڑکی کی پیدائش سے قبل یا کمسنی میں ہی اس کے اولیاء اس کی بات طے کر دیتے ہیں، یہ بات صحیح نہیں، وجہ یہ کہ ہمارے ہاں نکاح نہیں ہوتا بلکہ منگنی ہوتی ہے یہ درست نہیں بلکہ ہندوانہ رواج ہے اور عموما نکاح پچیس سال بعد جا کر ہوتا ہے اور یہ بھی اکثر دیکھا گیا ہے کہ لمبی عرصہ کی منگنی ٹوٹ جاتی ہے اور پھر اس کے بعد مزید غلط نتائج بر آمد ہوتے ہیں دونوں خاندانوں کی دشمنی اور قتل تک نوبت بھی پہنچ جاتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ دیہاتوں میں لڑکیوں کے بھاگنے کا زیادہ رجحان ہو کیونکہ ابھی تک یہ بات وہاں عام ہے کہ لڑکی کی رضامندی کا خیال نہیں رکھا جاتا بلکہ زبردستی نکاح کر دیا جاتا ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا نکاح چھ سال کی عمر میں ہوا اور رخصتی نو سال کی عمر میں ہوئی، یہ شادی عرب کے رسومات اور قبائلی اقدار کے مطابق تھی کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ایسا فعل جو معاشرے کے رواج کے الٹ ہوتا، تو کفار پورے شہر میں ڈھنڈورا پیٹ دیتے تھے، جیسے جناب رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے منہ بولے بیٹے کی دلہن سے شادی کی، حالانکہ وہ نکاح بھی خود خدا نے کیا تھا لیکن اس کے باوجود کفار نے کہا کہ یہ کیسا نبی ہے کہ جس نے اپنے بیٹے کی دلہن سے شادی کرلی ہے، میں صرف اور صرف یہ کہنا چاہتا ہوں کہ کفار نے نکاح عائشہ رضی اللہ عنہا کے موقع پر کوئی بات نہیں کی اگر ہوتی تو سیرت یا تاریخ کی کتب میں موجود ہوتی، اس سے دو باتیں اخذ کی جاسکتی ہیں کہ ایک ان کا عرف اور ماحول ہی یہی تھا کہ لڑکی کی کم عمری میں شادی کر دیتے تھے، اور دلائل شرعیۃ میں سے ایک دلیل عرف بھی ہے۔ دوسری بات یہ اخذ کی جاسکتی ہے کہ لڑکی اتنی عمر میں شادی کے قابل ہو جاتی ہوگی تب ہی وہ شادی کرتے ہوں گے۔ جیسے کہ ہمارے ہاں لڑکی جلدی شادی کے قابل نہیں ہوتی، لیکن عرب اور خصوصا یورپ میں لڑکی جلدی شادی کے قابل ہو جاتی ہے۔

میں نے یہ ساری بات اس نظریہ سے کی کہ کم عمری کی شادی جائز ہے کیونکہ حدیث سے ثابت ہے لیکن افضل اور بہتر یہ ہے کہ شادی لڑکی کے بالغ ہونے کے بعد کی جائے تاکہ لڑکی کی رضامندی بھی کامل طور پر معلوم ہو جائے، چھوٹی عمر میں شادی کرنا فرض، واجب تو ہے نہیں تو پھر لوگ جلدی منگنی یا شادی کیوں کر دیتے ہیں، لہذا بہتر یہی ہے کہ شادی لڑکی کی اس کے بالغ ہونے کے بعد کی جائے تاکہ اس کی بھی رضامندی پوری طرح معلوم ہو سکے۔

آخری اور اہم بات والدین نے بھی اپنی اولاد کو کھلی چھوٹ دی رکھی ہے، اکیلے تعلیم کے لیے باہر بھیجنا یہ کیسے جائز ہو سکتا ہے، حالانکہ حج کے فرض کی صورت میں عورت اکیلے نہیں جا سکتی بلکہ کسی محرم کا ہونا ضروری ہے، لہذا اسلامی تعلیمات کو عام کیا جائے چاہے مساجد اور خطباء کے ذریعے ہو یا کسی اور ذریعے سے ہو، ہمارا تعلیمی نظام ہی ایسا ہے کہ جہاں اسلامی تعلیمات نام کی کوئی چیز نہیں یا اس کو صحیح طور پر اہمیت نہیں دی جاتی۔

لہذا بہت کچھ کرنے کی ضرورت ہے، ہمارا عموما پورا معاشرہ اسلامی تعلیمات سے نا آشنا ہے، مسئلہ تب ہی حل ہو سکتا ہے جب ہمیں اسلامی تعلیمات سے واقفیت حاصل ہو گی تاکہ ہم ایک دوسرے کے حقوق معلوم ہونے کے ساتھ ساتھ ان کو پورا بھی کر سکیں، اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی صحیح معنوں میں راضی کر سکیں، آمین یارب العلمین۔

حوالہ جات

1 ابن ہمام، کمال الدین محمد بن عبد الواحد، (681ھ) فتح القدیر، باب الاولیاء ولا کفاء، ج،3، ص:262

Ibn Hammam, Kamal al-Din Muhammad bin Abd al-Wahed, (681 AH) Fateh al-Qadir, Chapter Awaliya wa Al-Ikfa, vol.3, p.262

2 الکاسانی، ابو بکر بن مسعود بن احمد الکاسانی علاء الدین، (587ھ) بدائع الصنائع، ناشر دار الکتاب العربی بیروت، سنہ النشر 1982ھ، فصل واما الذی یرجع الی المولی علیہ ج:2، ص:241۔ مزید دیکھیں: النووی، محی الدین ابو زکریا یحی بن یحی بن شرف (686ھ)، المجموع شرح المھذب، دار الفکر بیروت، کتاب النکاح، باب ما یصح بہ النکاح ج:16، ص:156۔

Al-Kasani, Abu Bakr bin Masoud bin Ahmad Al-Kasani Ala-ud-Din, (587 AH) .Bada'i al-Sana'i, Publisher of Dar al-Kitab al-Arabi

Year of publication 1982 AH, Fasl Wama al-Dhi yirjaj ali al-Mawli Beirut, Alaihi, Vol. 2, p. 241. See also: Al-Nawawi, Muhyiddin Abu Zakaria Yahya bin Yahya bin Sharaf (686 AH), Al-Majmoo Sharh al-Mahzab, Dar al-Fikr Beirut, .Kitab al-Nikah, Chap. Ma Yassah Bah Al-Nikaah C: 16, P: 156

3 ۔ المرغینانی، ابوالحسن علی بن ابی بکر بن عبد الجلیل الراشدانی المرغینانی (593)، الھدایہ: ج،2، ص:338، باب الاولیاء ولاکفاء

Al-Morghinani, Abul Hasan Ali bin Abi Bakr bin Abd al-Jalil al-Rashdani al-Murghinani .(593), Al-Hadaiya: Vol, 2, p.: 338, Chapter Al-Awaliya and Al-Aqfa

4 ۔ دسوقی، حاشیہ الدسوقی علی الشرح الکبیر، محمد عرفہ دسوقی، تحقیق محمد عیش، الناشر دار الفکر مکان النشر بیروت، باب فی النکاح، ج:2، ص:214

Dasuqi, Hashiya al-Dasuqi Aa- al-Sharh al-Kabeer, Muhammad Arfa Dasuqi, Tahqiq Muhammad Aish, Al-Nasher Dar al-Fikr Makan al-Nashar Beirut, Chapter on Marriage, Vol. 2, p. 214

5 ۔ القرآن: البقرۃ، 2 / 232

Al-Qur'an: Al-Baqarah, 2/232

6 ۔ قرطبی، الجامع لاحکام القرآن، ابوعبداللہ محمد بن احمد بن ابی بکر بن فرخ انصاری المتوفی 671ھ، الناشر دار عالم الکتب ،الریاض، الطبعہ 1423ھ، ج:3، ص:160

Al-Qurtubi, Al-Jami Lahkam al-Qur’an, Abu Abdullah Muhammad bin Ahmad bin Abi Bakr bin Farrukh Ansari, who died in 671 AH, Al-Nasher Dar Alam Al-Kitab, Riyadh, Al-Tabah .1423 AH, Volume: 3, P: 160

7 ۔ بہوتی، کشاف الاقناع عن متن الاقناع، منصور بن یونس بن ادریس البھوتی، تحقیق ہلال مصیلحی مصطفی، دار الفکر سنہ النشر 1402ھ، مکان النشر بیروت، کتاب النکاح وخصائص النبی، فصل الشرط الثالث الولی فلا یصح نکاح الا بولی، ج،5، ص:48

Bahuti, Kshaf ul-Iqnaa un-matni-Iqnaa, Mansoor bin Yunus bin Idris al-Bhauti, Tahqiq Hilal Musalihi Mustafa, Dar al-Fikr, year 1402 AH, Makan al-Nashr Beirut, Kitab al-Nikah w .Khasais al-Nabi, Fasle-Al-Shart Al-Salis Alwali,Fla-Yasiha Nikhaa, Vol 5, p. :48

8 ۔ ابوداؤد، سلیمان بن اشعث سجستانی، سنن ابوداؤد: باب فی الولی، رقم الحدیث:2085

Abu Dawood, Sulaiman bin Ash'ath Sajistani, Sunan Abu Dawood: Chapter 2085

9 ۔ ترمذی، محمد بن عیسی ابوعیسی، جامع ترمذی: باب ماجاء لَانِکَاحَ اِلَّا بِوَلِیٍّ، رقم الحدیث:1101 / 1102

At-Tirmidhi, Muhammad bin Isa Abu Isa, Jami-Tirmidhi: Chapter-Ma Jaya laa-Nikkaah-Illa-Bi-Waliyyee, Hadith Number: 1101/1102

10 ۔ ابن ماجہ، محمد بن یزید ابوعبداللہ قزوینی، سنن ابن ماجہ: باب لا نکاح الا بولی، رقم الحدیث:1880

Ibn Majah, Muhammad bin Yazid Abu Abd Allah Qazwini, Sunan Ibn Majah: Chapter laa-Nikkaah-Illa-Bi-Waliyyee - Number of Hadith: 1880

11 ۔ ابن حنبل، احمد بن حنبل شیبانی، مسند احمد بن حنبل: مسند عبداللہ بن عباس بن عبد المطلب، رقم الحدیث:2260

Ibn Hanbal, Ahmad bin Hanbal Shaibani, Musnad Ahmad bin Hanbal: Musnad Abdullah bin Abbas bin Abdul Muttalib, hadith number: 2260

12 ۔ مسند احمد بن حنبل، مسند ابو موسی اشعری رضی اللہ عنہ، رقم الحدیث:19536

Musnad Ahmad bin Hanbal, Musnad Abu Musa Ash'ari (RA), Hadith Number: 19536

13 ۔ مسند احمد بن حنبل، مسند السیدۃ عائشہ رضی اللہ عنہا، رقم الحدیث:26278

Musnad of Ahmad Ibn Hanbal, Musnad Al- Sayyida Aisha (RA), Hadith Number: 26278

14 ۔ نووی، ابوزکریا محی الدین یحی بن شرف نووی، المجموع شرح المھذب، کتاب النکاح، باب مایصح بہ النکاح ،ج،16، ص:149

Nawi, Abu Zakaria Muhyiddin Yahya bin Sharaf Nawi, Al-Majmoo Sharh al-Mahzab, Kitab al-Nikah, Babu-Ma-Yasihha bhi-Al-Nikah, Vol. 16, p. 149

15 ۔ شافعی، الام، محمد بن ادریس الشافعی ابوعبداللہ، الناشر دار المعرفہ، سنہ النشر 1393ھ بیروت، کتاب النکاح، لانکاح الا بولی ج،5، ص:13

Shafi'i, Al-Uam, Muhammad bin Idris al-Shafi'i Abu Abdullah, Al-Nasher Dar al-Marafa, year of publication 1393 AH, Beirut, Kitab al-Nikah, laa-Nikkaah-Illa-Bi-Waliyyee, vol. 5, p. 13

16 ۔ نووی، روضۃ الطالبین وعمدۃ المفتیین، ابوزکریا محی الدین یحی بن شرف نووی، مکان النشر بیروت، سنہ النشر، 1405ھ، کتاب النکاح، ج،7، ص:50

Nawi, Rawzat Talibeen wa Umadat al-Muftiyin, Abu Zakaria Muhyiddin Yahya bin Sharaf .Nawi, Makan al-Nashar Beirut, year 1405 AH, Kitab al-Nikah, vol. 7, p. 50

17 ۔ امام مسلم، الصحیح المسلم، ابوالحسین مسلم بن حجاج بن مسلم قشیری نیشاپوری، النکاح، باب استئذان الثیب فی النکاح، رقم الحدیث:3473

Imam Muslim, Sahih Muslim, Abu Husayn Muslim bin Hajjaj bin Muslim Qashiri Neshapuri, Al-Nikah, Babu-Istizan al-Thayb Fi-Nikhae, , hadith number: 3473

18 ۔ ابن قدامہ، عبدالرحمن بن محمد بن احمد بن قدامہ مقدسی ابوالفرج، 682ھ وفات، الشرح الکبیر لابن قدامہ، کتاب النکاح، ج،7، ص:391

Ibn Qudama, Abd al-Rahman ibn Muhammad ibn Ahmad ibn Qudama Muqdisi Abu Al Faraj, died in 682 AH, Al-Sharh al-Kabeer Li-Ibn Qudama, Kitab al-Nikah, Vol. 7, p. 391

19 ۔ ابوالحسن، الانصاف، علاء الدین ابوالحسن علی بن سلیمان المرادی دمشقی صالحی، الناشر دار احیاء التراث العربی بیروت لبنان، الطبعہ الاولی 1419ھ، کتاب النکاح، باب ارکان النکاح وشروطہ، ج،8، ص:43

Abu Al-Hasan, Al-Insaf, Alauddin Abu Al-Hasan Ali bin Sulaiman Al-Maradi Damaschi Salehi, Al-Nashardar Ihya Al-Tarath Al-Arabi, Beirut, Lebanon, first edition 1419 AH, Kitab .al-Nikah, chapter of Arkan al-Nikah and Shuratah, Vol. 8, p. 43

20 ۔ کشاف الاقناع عن متن الاقناع، دار الفکر سنہ النشر 1402ھ، مکان النشر بیروت، کتاب النکاح وخصائص النبی، فصل الشرط الثالث الولی فلا یصح نکاح الا بولی، ج،5، ص:48

Kshaf al-Qunaa on the text of persuasion, Dar al-Fikr, year 1402 AH, Makan al-Nashar Beirut, Kitab al-Nikah and characteristics of the Prophet, Chapter Al-Shart Al-Wali, Fila Yasah Nikah al-Boli, Vol. 5, p. 48

21 ۔ بدائع الصنائع، فصل واماولایۃ الندب ولاستحباب، ج،2، ص:247۔ مزید دیکھیں: فتح القدیر، باب الاولیاء ولاکفاء،۔ ج،3، ص:264۔

Bada'i al-Sana'i, Fasl-Wama Wilayat al-Nadb and Al-Athhab, Vol. 2, p. 247. See also: Fateh .al-Qadir, Chapter Al-Awaliya and Al-Aqifah, Vol. 3, p. 264

22 ۔ الھدایہ، باب الاولیاء ولاکفاء ، ج،2، ص: 336۔ مزید دیکھیں: العنایہ شرح الھدایہ، باب الاولیاء ولاکفاء، ج،3، ص:265

.Al-Hadaiya, Chapter 2, p: 336. See also: Al-Anayyah Sharh Al-Hadaiya, Chapter 3, p: 265

23 ۔ القرآن: البقرہ،2 / 230

Al-Qur'an: Al-Baqarah, 2/230

24 ۔القرآن: البقرۃ،2 / 232

Al-Qur'an: Al-Baqarah, 2/232

25 ۔ زحیلی، وھبۃ الزحیلی، التفسیر المنیر فی العقیدۃ والشریعہ والمنہج، مکتبہ الرشیدیہ، ج،1، الجزء:2، ص:726

Zahaili, Wahbat al-Zahili, Al-Tafseer al-Munir fi Aqeedah wa Shariah wal Manhaj, Maktaba al-Rashidiyyah, Vol. 1, Part: 2, p. 726

26 ۔ شفیع، مفتی محمد شفیع، معارف القرآن،، ادارۃ المعارف کراچی، طبع جدید محرم الحرام 1424ھ، ج،1، ص:576

Shafi, Mufti Muhammad Shafi, Ma'arif Al-Qur'an, Idarat Ma'arif Karachi, New Edition of Muharram Al-Haram 1424 AH, Vol. 1, p. 576

27 ۔ القرآن: البقرۃ،2 /234

Al-Qur'an: Al-Baqarah, 2/234

28 ۔ القرآن: الاحزاب،33 / 50

Al-Qur'an: Al-Ahzab, 33/50

29 ۔ الموسوعۃ الفقہیہ الکویتیہ، حرف النون، نکاح، ارکان النکاح، ج،41، ص:249

Al-Musawat al-Fiqhiyyah al-Quwaitiyyah, Harf al-Nun, Nikah, Arkan al-Nikah, Vol. 41, p. .249

30 ۔ امام مسلم، الصحیح المسلم، النکاح، باب استئذان الثیب فی النکاح بالنطق والبکر بالسکوت، رقم الحدیث:3538

Imam Muslim, Al-Sahih al-Muslim, Al-Nikha, Chapter Istizan al-Thayb Fi-Anikha,hadith number: 3538

31 ۔ امام مسلم، الصحیح المسلم، النکاح، باب استئذان الثیب فی النکاح بالنطق والبکر بالسکوت، رقم الحدیث:3540

Imam Muslim, Al-Sahih al-Muslim, Al-Nikha, Chapter Istizan al-Thayb Fi-Anikha,hadith number: 3540

32 ۔ نسائی، سنن النسائی، احمد بن شعیب ابو عبد الرحمن نسائی، تحقیق عبد الفتاح ابو غدۃ، مکتبہ المطبوعات الاسلامیہ حلب، طبعہ الثانیہ، 1406ھ، باب اذن البکر، رقم الحدیث:3266

Nasa'i, Sunan al-Nasa'i, Ahmad bin Shoaib Abu Abd al-Rahman Nasa'i, Tahqiq Abd al-Fattah Abu Ghadat, Maktaba al-Mabbatat al-Islamiyya Aleppo, Taba Al-Thania, 1406 AH, Chapter Azn al-Bakr, Number of Hadith: 3266

33 ۔نسائی، سنن النسائی، باب البکر یزوجہا ابوھا وھی کارھۃ، رقم الحدیث: 3269

Al-Nasa'i, Sunan Al-Nasa'i, Bab al-Bakr-Yuzawijuhauha Abuha W-hi Karhaa, Hadith Number: 3269

34 ۔ نسائی، سنن النسائی، باب البکر یزوجہا ابوھا وھی کارھۃ، رقم الحدیث: 3270

Al-Nasa'i, Sunan Al-Nasa'i, Number of Hadith: 3270

35 ۔ ابو داؤد، سنن ابو داؤد، باب فی البکر یزوجہا ابوھا ولا یستامرھا، رقم الحدیث: 2098

Abu Dawud, Sunan Hadith Number: 2098

36 ۔ امام ترمذی، جامع ترمذی، باب ماجاء فی اکراہ الیتیمۃ علی التزویج، رقم الحدیث: 1109

Imam at-Tirmidhi, Jami at-Tirmidhi, Chapter Ma Jaya fi Ikrah Al-Yatimah Ala-Tazveeji, Hadith Number: 1109

37 ۔ مبارکفوری، محمد عبد الرحمن بن عبد الرحیم المبارکفوری ابو العلاء، تحفۃ الاحوذی بشرح جامع الترمذی، باب ماجاء لا نکاح الا بولی، ج،4، ص:196

Mubarak Furi, Muhammad Abd al-Rahman bin Abd al-Rahim al-Mubarak Furi Abu al-Ala, Tahfat al-Ahvdzi Bisharhi-Jami al-Tirmidhi, Chapter-Ma Jaya laa-Nikkaah-Illa-Bi-Waliyyee, Vol. 4, p. 196

38 ۔ کشمیری، محمد انور شاہ ابن معظم شاہ الکشمیری، العرف الشذی شرح سنن الترمذی:ج،2، ص:462

Kashmiri, Muhammad Anwar Shah Ibn Moazzam Shah Al-Kashmiri, Al-Araf al-Shazi Shareh Sunan al-Tirmidhi: Vol. 2, p. 462

39 ۔ القرآن: النور:26/ 32

Al-Qur'an: Al-Nur: 26/32

40 - ابن منظور، محمد بن مکرم بن منظور افریقی مصری، لسان العرب، (الایم) ج، 12
Ibn Manzoor, Muhammad Bin Makram Bin Manzoor African Egyptian, Lasan al-Arab, (Al-M) Vol, 12

41 - ابن عابدین، شامیہ، محمد امین بن عمر بن عبد العزیز عابدین دمشقی متوفی 1252ھ، رد المحتار، باب الولی، ج، 3، ص: 56
Ibn Abidin, Shamiya, Muhammad Amin bin Umar bin Abd al-Aziz Abidin Damascus Died 1252 AH, Radd al-Muhthar, Bab Al-Wali, Vol. 3, P. 56

42 - الموسعۃ الفقھیۃ الکویتیۃ، حرف التاء، تزویج المراۃ نفسھا، ج، 11، ص: 253
Al-Musa'at al-Fiqhiyyah al-Kuwaitiyyah, Haraf al-Ta'a, Tazwij al-Mara'at Nafsha, vol. 11, p. .253

43 - زیلعی، جمال الدین ابو محمد عبد اللہ بن یوسف بن محمد الزیلعی متوفی 762ھ، نصب الرایۃ للاحادیث الھدایہ: ج، 3، ص: 187
Zailai, Jamal al-Din Abu Muhammad Abdullah bin Yusuf bin Muhammad al-Zilai died in 762 AH, Nasb al-Rayyah Lil-A-Hadith Al-Hadaiya: Vol. 3, p. 187

44 - قرطبی، الجامع لاحکام القرآن: ج، 3، ص: 175
Al-Qurtubi, Al-Jami'a la Haqam al-Qur'an: Vol. 3, p. 175

45 - فتح القدیر: ، باب الاولیاء ولا کفاء، ج، 3، ص: 253
Fateh al-Qadeer: Babul-Oliya-w-Al-Ikiffae, Vol. 3, p. 253

46 - فتح القدیر: ، باب الاولیاء ولا کفاء، ج، 3 ص: 254
Fateh al-Qadeer: Babul-Oliya-w-Al-Ikiffae, Vol. 3, p. 254

47 - القرآن: الروم: 32 / 21
Al-Qur'an: Al-Rum: 32/21

48 - ابن تیمیہ، تقی الدین ابو العباس، احمد بن عبد الحلیم بن تیمیہ، فتاوی ابن تیمیۃ: جزء، 32، ص: 23 سے 25،
Ibn Taymiyyah, Taqi al-Din Abu al-Abbas, Ahmad Ibn Abdul Halim Ibn Taymiyyah, Fatawi .Ibn Taymiyyah: Part 32, pp. 23 to 25

49 - سالانہ رپورٹس اسلامی نظریاتی کونسل: 2000-2001، ص، 46
Annual Reports Islamic Ideological Council: 2000-2001, p. 46

50 - سالانہ رپورٹس اسلامی نظریاتی کونسل: 2000-2001، ص، 266
Annual Reports Islamic Ideological Council: 2000-2001, p. 266

51 - سالانہ رپورٹس اسلامی نظریاتی کونسل: 2000-2001، ص، 266، الصحیح البخاری، کتاب النکاح، باب الاکفاء فی الدین، رقم الحدیث: 4802

Annual Reports of the Islamic Ideology Council: 2000-2001, p. 266, Al-Sahih Al-Bukhari, Kitab al-Nikah, Chapter Al-Iqfa fi-ud-Din, Number of Hadith: 4802